بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندو مسلم اتحاد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۝

ہندوستان کے اخباروں میں ہندو اور مسلمانوں کے باہمی جھگڑے اور اختلافات دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ آخر اس کے وجوہ کیا ہیں کیونکہ آج تک ہندوستان میں بلاکسی شر وفساد کے دونوں فریق مل جل کر رہتے تھے اختلاف کا نام نشان تک نہ تھا بلکہ ہندو اپنے کو مطیع الاسلام کہتے تھے اور مسلمانوں سے شریفانہ برتاؤ رکھتے تھے آج یہ نئی بات کیونکر پیدا ہوئی ہمارا خیال یہ ہے کہ جب تک مذہبی تعلیم جاری تھی اور لوگ مذہبی احکام کے پابند تھے ہر شخص اپنے حد پر قائم رہتا تھا لڑائی جھگڑے کا پیدا کرنا گناہ سمجھا جاتا تھا۔

اب چونکہ ہندو اور مسلمان دونوں نے مذہبی تعلیم ترک کر دی اور بی اے یا ایم اے یا بیرسٹری کی ڈگری سے فخر کرنے لگ گئے اور ان ڈگریوں پر انحصار لیاقت ہو گیا اس لئے ان نوجوانوں میں خودسری اور آزادی کا فاسد مادہ پیدا

ہوگیا! اور بالآخر وہ جنگ و جدل کا باعث ہوا انسان ہوکر بہائم کے اوصاف پیدا کرنا کوئی صلاحیت کی بات نہیں ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

بہ ست از دد انسانِ صاحب خِرد نہ انساں کہ در مردم افتد چو دد

نہ ہرگز شنیدیم در عمرِ خویش کہ بد مرد را نیکی آمد بہ پیش

بلدہ حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر و الفتن میں تو قدیم سے ہندو مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد رہا اور خدا نے چاہا تو ہمیشہ رہے گا۔

حیدرآباد کا قدیم لباس جامہ و انگرکھا تھا اور چولہ دامن ہی سے یہ لباس بنتا تھا اس لئے ہندو مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات کی مناسبت چولہ دامن سے دیجاتی تھی اور یہ جملہ زبان زدِ خاص و عام تھا مسلمانوں کی تہنیت اور تعزیت کے موقع پر ہندو اصحاب برابر شریک اور ہمدرد رہتے تھے اور ہندوؤں کی تقاریب میں مسلمان حضرات کی شرکت ہوا کرتی تھی اور اب بھی مسلمانوں کی عیدوں میں جب اہل اسلام ان سے ملنے جاتے ہیں تو عطر و پان سے ہندو اصحاب تواضع فرماتے ہیں جس زمانہ میں مسلمانوں کی شادی میں تورہ بندی کا طریقہ تھا اس زمانہ میں ہندو اصحاب کی خدمت میں سیدھا یعنی کچا حصہ بھیجا جاتا تھا جس میں بریانی کا لوازم باریک چاول اور شکر گھی، آٹا، مصری، بادام، کھجور، کھوپرا شریک رہتا تھا

اور متفرق سامان کے لئے نقد روپیہ بھی رکھا جاتا تھا نرنجن لال صاحب ساٹھ سال کے
قبل مجلس عالیہ عدالت میں محاسب اور مولوی محمد فضل اللہ صاحب مرحوم میر مجلس تھے
نرنجن لال نے کردی شکوک کی نواب سر سالار جنگ اعظم نے اس کی علحدگی کا حکم دیا
مولوی صاحب نے عرض کیا کہ محاسب کی بددیانتی نہیں ہے بلکہ صرف غلطی ہے اور
غلطی کی ایسی سخت سزا نہیں ہوسکتی غرض مولویصاحب کے عرض کرنے پر نواب صاحب نے
محاسب کو بحال فرمادیا نرنجن لال محاسب مولوی صاحب کے بعد کئی سال تک زندہ رہے
اپنی زندگی تک وہ مولوی صاحب مرحوم کی قبر پر ہر پنجشنبہ کو جاتے اور پھول چڑھا کر
دعا دیتے تھے کوئی پنجشنبہ اس طریق عمل سے ناغہ نہیں ہوتا تھا یہ تھی ارادت و عقیدت
و خلوص۔ حضرت زر علیشاہ صاحب مرحوم کے پاس شادی کی تقاریب اور یازدہم
کی مجالس میں کشن لال صاحب سررشتہ دار منصب پھول پان عطر وغیرہ کی تقسیم خود
کرتے تھے یعنی اس کام کو راجہ صاحب نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔

حکیم غلام حسین خان صاحب مرحوم جو بعہد نواب ناصر الدولہ بہادر ناظم عدالت دیوانی
اور فاضل متبحر اور مقدس مانے گئے تھے راجہ گوبند بخش بہادر جب حکیم صاحب کو خط لکھا کرتے
تو اُس میں لفظ مرشدی سے خطاب فرماتے تھے اور خاص عقیدت رکھتے تھے۔ راجہ
نرندر پرشاد بہادر کی مجلس میں ہمیشہ حکیم صاحب کے علم و فضل اور تقدس کا ذکر رہا کرتا تھا

نواب عماد جنگ دوم کو جو اعتماد و نیکٹ رالا ریذی صاحب پر تھا کسی اور پر شاید ہی ہوگا نواب مرحوم کا اعتماد ریڈی صاحب پر حق بہ جانب تھا کیونکہ وینکٹ رالا ریڈی صاحب نے عماد جنگ بہادر کی حیات میں اور نیز ان کے بعد اُن کے متعلقین اور پسماندوں سے وہ خلوص رکھا اور اس قدر ہمدردی کی ہے جس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ رائے روپ لال صاحب اور رائے ہری لال صاحب سے جو خلوص اور محبت نواب حاکم الدولہ اور سعد جنگ بہادر کو تھی وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ علیٰ ہذا مولوی محمد حبیب الدین صاحب اور نواب محمد نواز جنگ بہادر کو گوبند نایک صاحب سے جو برادرانہ مراسم ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں۔

حیدرآباد میں خزانۂ عامرہ اور صدر محاسبی کا دفتر عرصہ تک ہندو اصحاب سے متعلق رہا منصب اور جاگیرات کا تعلق اب تک بھی غالباً راجہ رائے رایان بہادر اور شیوراج بہادر سے ہی ریاست میں وزارت کے بعد پیشکاری کا درجہ ہے یہاں پیشکاری کا جلیل القدر عہدہ وراثتہً نواب سر کشن پرشاد بہادر یمین السلطنت سے متعلق ہے۔

رائے مرلیدھر صاحب سے باوصف پیرانہ سالی کے صدر المہامی صرفخاص کا تعلق باقی ہے۔ راجہ اندر کرن بہادر عرصہ سے کمشنری کروڑگیری پر سرفراز

مامور ہیں۔

قدیم سے یہاں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب مسلمانوں کی کوئی عید اور ہندوؤں کا تہوار ایک ہی روز میں واقع ہو جاتا تھا تو سرکار سے ایک کمیٹی اس کے لئے مقرر کی جاتی تھی جس میں دو مسلمان اور دو ہندوؤں کا انتخاب ہوتا تھا اس میں ایک رکن یا صدر نشین راجہ شیو راج بہادر بھی ہوتے تھے اس کمیٹی سے ایسا عمدہ فیصلہ ہوتا تھا کہ نہ ہندو اس سے ناخوش نہ مسلمان ہی ناراض اور ہندوؤں کو مسلمانوں سے اس قدر عقیدت تھی کہ مسلمانوں کو اپنا پیشوا سمجھتے تھے اور بادشاہ کے حکم کو حکم خدا جانتے تھے اور یازدہم شریف و محرم شریف میں حسن عقیدت سے نیاز کر کے مسلمانوں کو کھانا کھلاتے اور بعض ہندو اصحاب پر تکلف دعوت بھی دیتے تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ عموماً مسلمانوں کی اور خصوصاً بادشاہ کی عنایت و مہربانی اور شفقت سے ہندو مرہون منت تھے تفریق مذہب کا خیال تک نہیں آتا تھا جب سے لباس میں سے جامہ، نیمہ، انگرکھا ترک ہو گیا اور مسلمانوں نے مذہبی علم چھوڑ دیا اور ہندوؤں نے بحری سفر اختیار کیا تب سے وہ اتفاق اور خلوص باقی نہ رہا لیکن خدا کے فضل سے ہمارا ملک اب تک اس نفاق سے محفوظ ہے اس اسلامی سلطنت میں مسلمانوں سے زیادہ ہندو اصحاب مال و منال سے

مستفید اور خوش حال ہیں دار السلطنت میں بڑے بڑے جاگیرداران یمین السلطنت بہادر راجہ رائے رایاں بہادر راجہ شیوراج بہادر ہیں اور بیرون دار السلطنت لاکھوں روپے کی آمدنی کے ہستانان موجود ہیں اس کے سوائے دیولوں مندروں کے لئے ہزار ہا روپے کی معاشیں مقرر ہیں جدید ہائے کورٹ کے سامنے نہ صرف دیول دیول باقی رکھا گیا ہے بلکہ اس کا خاص احاطہ بنوا دیا گیا اور پائدار و خوشنما عمارت بھی تیار کرا دیگئی مکہ مسجد کے قرب وجوار میں کثرت سے ہندو لوگوں کی دکانات تجارت و کاروبار کے لئے کھلی ہوی ہیں اور اتفاق سے اکثر مقامات پر جہاں مسجد واقع ہے وہاں دیول بھی ہے مسلمان مسجد میں ہندو دیول میں خدا کو یاد کرتے اور بادشاہ کی درازی عمر و اقبال اور ابقائے سلطنت کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔

اضلاع کے ہر موضع اور ہر تعلقہ اور ہر جاگیر میں عموماً پٹیل پٹواری اور دیسمکھ دیسپانڈیہ ہندو ہیں اور معاش پاتے ہیں معمار۔ نجار بھی ہندو ہیں اور کوئی نہ کوئی وجہ معیشت رکھتے ہیں۔ صرف خاص مبارک میں جمعیت کے تمام سررشتہ داران ہندو ہی ہیں اور وراثتہً ان پر تنخواہ جاری ہوتی اور خدمت مل جاتی ہے پس جہاں ایسے مراعات ہوں اور گورنمنٹ کی ایسی عمدہ پالیسی ہو

کیونکر کوئی سمجھدار شخص سلطنت یا بادشاہ کی نسبت غیر وفادارانہ رائے رکھے گا اگر بفرض محال کوئی بے سمجھ اور ناعاقبت اندیش آدمی پڑوس کی سلطنتوں کی ہوا سے متاثر ہو کر کوئی حرکت کرے گا تو اس کی نسبت وہی رائے قایم ہو سکتی ہے جس کی نسبت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے چھ سو برس پہلے لکھ دیا ہے۔

یکے بر سرِ شاخ و بن میبرید
خداوندِ بُستان نگہ کرد و دید

بگفتا گر ایں مرد بد می کند
نہ با من کہ با نفس خود می کند

ترجمہ

ایک شخص درخت کی ڈالی پر بیٹھا ہوا اس کی جڑ کاٹ رہا تھا باغ کے مالک نے دیکھا اور کہا کہ یہ شخص نہ صرف میرے ساتھ بلکہ اپنے نفس کے ساتھ بُرائی کرتا ہے۔

گر انصاف خواہی سگِ حق شناس

بسیرت بہ از مردمِ ناسپاس

ترجمہ

اگر انصاف چاہتا ہے تو حق شناس کتا ناشکر آدمی سے خصلت میں بدرجہا بہتر ہے۔

زمانۂ حال میں بعض فرقے ایسے پیدا ہوگئے ہیں کہ ہندو مسلمانوں کا اتحاد و اخلاص اور ملک کا امن وچین دیکھ نہیں سکتے اس لئے نا اتفاقی اور فساد کی آگ بھڑکانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اپنے آپ کو مصلح قوم بتاتے ہیں غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں وہی مفسد و مفتری ہیں بارہ سو برس پہلے بھی ایسے لوگ تھے جو اپنے کو مصلح قوم ظاہر کرتے تھے لیکن خدا نے ان کو مفسدین کا خطاب عطا کیا تھا وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ○

ترجمہ اور جب ان سے کہئے (کہ) زمین میں فساد مت ڈالو (تو) کہتے ہیں ہم تو اصلاح ہی کرتے ہیں خبردار ہو (کہ) بیشک وہی ہیں جو فساد ڈالتے ہیں اور مگر سمجھتے نہیں۔ رعایائے دکن کا وظیفہ صبح وشام حضرت ظل اللہ کے لئے یہ ہے۔

جہانت بکام و فلک یار باد — جہاں آفرینت نگہدار باد
غم از گردشِ روزگارت مباد — وز اندیشہ بر دل غبارت مباد
دل و کشورت جمع و معمور باد — ز ملکت پراگندگی دور باد
درونت بتائیدِ حق شاد باد — دل و دین و اقلیمت آباد باد

شمس الاسلام پریس

مرتبہ
محمد شمس الدین صدیقی